بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلّم علیٰ رسولہ الکریم

اے.آر.سی ریسرچ پیپر نمبر (۳)

صفوں کی درستگی کی اہمیت اور اُس کا طریقہ

تاریخ: ۱۷رجب المرجب ۱۴۴۱ھ۔۱۲مارچ ۲۰۲۰ء

مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی

ARC Research Paper No. 3

(12th March 2020)

Saffo Ki Durustgi Ki Ehmiyat Aur Uska Tareeqa

Mufti Raza Ul Haq Ashrafi

ناشر

Ahle Sunnat RESEARCH CENTRE
اہلِ سنّت ریسرچ سینٹر

Affiliated with:
AS SYED MAHMOOD ASHRAF
DARUL TEHQEEQ WA AL TASNEEF
السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف

صفوں کی درستگی کی اہمیت اور اُس کا طریقہ

ریسرچ پیپر نمبر {۳}

Research Paper Number (3)

صفوں کو درست کرنا اور درمیان میں خالی جگہ نہ چھوڑنا:

حدیث:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَرَآنَا حَلَقًا فَقَالَ: مَالِي أَرَاكُمْ عِزِينَ قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأُوَلَ وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ۔

ترجمہ:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے ہمیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا وجہ ہے؟ میں تم کو دیکھ رہا ہوں، اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ہو گویا تمہارے ہاتھ سرکش گھوڑوں کی دم ہیں۔ اپنی نماز میں سکون اختیار کرو۔ پھر ایک بار ہمارے پاس تشریف لائے، ہم حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا: کیا وجہ ہے تم مختلف جماعتوں میں بٹے ہوئے ہو؟ پھر ایک بار تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: کہ تم فرشتوں کی صف بندی کی طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فرشتے اپنے رب کی بارگاہ میں صف بندی کیسے کرتے ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: فرشتے سب سے پہلے اگلی صف پوری کرتے ہیں اور صف میں خالی جگہ نہیں چھوڑتے۔

[صحیح مسلم: ۱/ ۲۲، حدیث: ۴۳۰]

حالت نماز میں بندہ رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہو کر اُس سے ہم کلام ہوتا ہے۔ فرشتے اپنے رب کی بارگاہ میں صف بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ ان کی صف بندی کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی پہلی صف مکمل ہونے کے بعد دوسری صف قائم ہوتی ہے۔ صف کے بیچ میں جگہ خالی نہیں رہتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو فرشتوں کا یہ طریقہ پسند ہے، لہٰذا نمازیوں کو بھی فرشتوں کا یہ انداز اپنانا چاہئے۔ جب تک پہلی صف پوری نہ ہو دوسری صف قائم نہ کی جائے اور صف کے درمیان خالی جگہ ہرگز نہ چھوڑی جائے۔

حدیث:

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ، وَيَقُولُ: اسْتَوُوا، وَلَا تَخْتَلِفُوا، فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا

ترجمہ:

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرنے سے پہلے ہمارے کندھوں کو پکڑ کر یہ فرماتے تھے: سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ مختلف انداز میں آگے پیچھے ہو کر کھڑے نہ ہو، کہ اللہ تمہارے دلوں کو مختلف فرما دے گا (تمہارے دلوں میں اتحاد نہیں رہے گا) میرے پیچھے عاقل بالغ لوگ کھڑے ہوں، پھر جو قریب البلوغ یا بچے ہیں وہ کھڑے ہوں پھر اُن کے بعد عورتیں ہوں۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج تم سخت اختلاف میں پڑے ہوئے ہو (کیوں کہ صفیں درست نہیں کرتے)۔

[صحیح مسلم:۱/ ۲۲۲،حدیث:۴۳۲]

فائدہ:

اِس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صفیں سیدھی نہ ہوں تو اُس کے نتیجے میں لوگوں کے دل بھی سیدھے نہیں رہتے۔صفوں میں ایک نمازی کا کندھا دوسرے نمازی کے کندھے سے نہیں ملتا،تونمازیوں کے دل بھی ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ آپسی اختلافات کے شکار ہوتے ہیں۔

حدیث:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ صُدُورَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَيَقُولُ:لَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ يَقُولُ:إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْأُوَلِ۔

[سنن ابی داود:۱/ ۱۷۸،حدیث:۶۶۴]

ترجمہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک کونے سے دوسرے کونے تک صف کے خلل کو دور فرماتے تھے۔ہمارے سینوں اور شانوں پہ دست مبارک رکھ کر فرماتے تھے:آگے پیچھے ہو کر کھڑے نہ ہو کہ اس کے سبب تمہارے دل آپس میں مختلف ہو جائیں گے۔حضور ﷺ فرماتے تھے:اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت اور مغفرت نازل کرتے ہیں۔

امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں یہ عنوان قائم فرمایا ہے:

بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ تَخَوُّفًا لِمُخَالَفَةِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَ الْقُلُوبِ۔ [صحیح ابن خزیمہ:۳/ ۲۴]

ترجمہ: صفوں کو درست نہ کرنے کی وعید کا بیان۔۔اس میں ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں میں اختلاف ڈال دے۔

عنوان مذکور کے تحت یہ حدیث منقول ہے:

حدیث:

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْسَجَةَ قَالَ:سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينَا إِذَا قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ فَيَمْسَحُ عَوَاتِقَنَا وَصُدُورَنَا، وَيَقُولُ» :لَا تَخْتَلِفْ صُدُورُكُمْ فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ.

ترجمہ:

حضرت عبد الرحمن بن عوسجہ نے فرمایا میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث سناتے ہوئے پایا:جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور ہمارے کندھوں اور سینوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے یہ فرماتے تھے:تمہارے سینے مختلف(آگے پیچھے)نہ رہیں کہ تمہارے دل بھی مختلف ہو جائیں گے۔(تمہارے درمیان اتحاد نہیں رہے گا)بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

حدیث:

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ:سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيَّ، قَالَ:سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ۔

ترجمہ:

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا کہ میں نے سالم بن ابوالجعد غطفانی سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے نعمان بن بشیر سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تم ضرور اپنی صفوں کو درست کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو ایک دوسرے کے خلاف کردے گا (تم آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوجاوگے)

[صحیح البخاری، حدیث: ۷۱۷، صحیح مسلم: ۱/ ۳۲۴، حدیث: ۳۴۶]

تنبیہ:

حدیثِ مذکور میں سخت وعید ہے کہ صفوں کو درست نہ رکھنے والوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ بدل دے گا۔ یہاں پر سزا کا ڈر سنایا گیا ہے اور سزا کا ڈر سنایا جاتا ہے گناہ پر، لہٰذا معلوم ہوا کہ صفوں کو درست نہ کرنا گناہ ہے۔ مسلمانوں کی آپسی دشمنی، باہمی مخالفت وانتشار کا ایک سبب یہ ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں صفوں کو درست نہیں کرتے۔ صفوں کی درستگی کے بارے میں لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ عوام تو عوام ہیں، عموماً اہلِ علم حضرات بھی صفوں کی درستگی کی اہمیت سے غافل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حدیث:

عن ابی موسی الاشعری قال، إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلاتَنَا۔ فَقَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ۔

[صحیح مسلم: ۱/ ۳۰۳، حدیث: ۴۰۴]

ترجمہ:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا تو ہمارے لیے سنت کو بیان فرمایا اور نماز کی تعلیم دی تو یہ ارشاد فرمایا: جب تم نماز پڑھو تو صفیں درست کرو، پھر تم میں سے ایک آدمی تمہارا امام بنے۔

حدیث:

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رصوا الصُّفُوف لايتخللكم مِثْلُ أَوْلادِ الْحَذَفِ۔ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا أَوْلادُ الْحَذَفِ؟ قَالَ: غَنَمٌ سُودٌ صِغَارٌ يَكُونُ بِالْيَمَنِ۔

[مسند السراج: ۱/ ۲۵۰، حدیث: ۷۵۶]

ترجمہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم صفوں کو اچھی طرح ملایا کرو، تمہارے درمیان سے حذف کے بچوں کی طرح کوئی (شیطان) نہ گزر سکے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ حذف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: چھوٹی کالی بکریاں جو کہ یمن میں پائی جاتی ہیں۔

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ صف کے درمیان جگہ خالی چھوڑنے سے اس کے اندر شیطان داخل ہوجاتا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں اِس کی صراحت موجود ہے۔ لہٰذا صف کے بیچ میں جگہ ہرگز نہ چھوڑی جائے۔

حدیث:

عَنْ سِمَاکٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِیرٍ، قَالَ: کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَوِّی صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا لِلصَّلَاۃِ فَإِذَا اسْتَوَیْنَا کَبَّرَ۔

[سنن ابی داود: ۱/ ۱۷۸، حدیث: ۶۶۵]

ترجمہ:

حضرت سماک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا کہ میں نے نعمان بن بشیر سے سنا، انھوں نے کہا: جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو سیدھا کرتے۔ جب ہم سیدھے ہوجاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تکبیر کہتے۔

اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو صفیں درست کرنے کی تلقین کرے۔ صفیں درست ہوجائیں تو تکبیر کہے۔

حدیث:

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہُ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہِ، فَلاَ تَخْتَلِفُوا عَلَیْہِ، فَإِذَا رَکَعَ، فَارْکَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا لَکَ الحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِذَا صَلَّی جَالِسًا، فَصَلُّوا جُلُوسًا اَجْمَعُونَ، وَاَقِیمُوا الصَّفَّ فِی الصَّلاَۃِ، فَإِنَّ إِقَامَۃَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلاَۃِ۔

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: امام اس لیے بنایا گیا تاکہ اس کی اقتدا کی جائے۔ تم امام کے خلاف نہ کرو، جب امام رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب امام کہے "سمع اللہ لمن حمدہ" تو تم کہو" ربنا لک الحمد" اور جب امام سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو (امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو قیام پہ قدرت رکھنے والے مقتدی کا امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم منسوخ ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے مرض وفات کی حالت میں بیٹھ کر امامت فرمائی تھی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مکبر کی حیثیت سے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تھی اور صحابہ نے بھی کھڑے ہو کر پڑھی تھی۔ م) نماز میں صفیں سیدھی رکھو کیوں کہ صفوں کو درست رکھنا نماز کے حسن کا حصہ ہے۔

[صحیح البخاری: ۱/ ۱۴۵، حدیث: ۷۲۲]

حدیث:

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَحْسِنُوا إِقَامَۃَ الصُّفُوفِ فِی الصَّلَاۃِ، خَیْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ فِی الصَّلَاۃِ اَوَّلُھَا، وَشَرُّھَا آخِرُھَا، وَخَیْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ فِی الصَّلَاۃِ آخِرُھَا، وَشَرُّھَا اَوَّلُھَا۔

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نماز میں اچھی طرح صفوں کو درست کرو۔ مردوں کی سب سے بہتر صف پہلی صف ہے اور سب سے کم تر صف (ثواب کے اعتبار سے) آخری صف ہے۔ عورتوں کی سب سے بہتر صف آخری صف ہے اور سب سے کم درجے کی صف پہلی صف ہے۔

[مسند احمد ۱۶: /۱۹۹، حدیث ۱۰۲۹۰:]

حدیث:

حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ، قَالَ: اُقِیمَتِ الصَّلَاۃُ فَاَقْبَلَ عَلَیْنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَجْھِہِ، فَقَالَ: اَقِیمُوا صُفُوفَکُمْ، وَتَرَاصُّوا، فَإِنِّی اَرَاکُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَھْرِی۔

ترجمہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نماز کی اقامت کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: صفیں سیدھی کرلو اور ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہو، بے شک میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے دیکھتا ہوں۔

[صحیح البخاری: ۱/ ۱۴۵، حدیث: ۷۱۹]

حدیث:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَقِیْمُوا صُفُوفَکُمْ، فَإِنِّی اَرَاکُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِی، وَکَانَ اَحَدُنَا یُلْزِقُ مَنْکِبَہُ بِمَنْکِبِ صَاحِبِہِ، وَقَدَمَہُ بِقَدَمِہِ۔

ترجمہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی صفیں سیدھی رکھو۔ میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ صف میں ہمارا ایک آدمی اپنے کاندھے کو اپنے ساتھی کے کاندھے سے اور اپنے قدم کو اپنے ساتھی کے قدم سے ملاتا تھا۔ [صحیح البخاری: ۱/ ۱۴۵، حدیث: ۷۲۵]

حدیث:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اعْتَدِلُوا فِی صُفُوفِکُمْ، فَإِنِّی اَرَاکُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِی قَالَ اَنَس: لَقَدْ رَاَیْتُ اَحَدَنَا یُلْزِقُ مَنْکِبَہُ بِمَنْکِبِ صَاحِبِہِ، وَقَدَمَہُ بِقَدَمِہِ، وَلَوْ ذَهَبْتَ تَفْعَلُ ذٰلِکَ لَتَرَی اَحَدَهُمْ کَاَنَّہُ بَغْلٌ شَمُوسٌ۔

ترجمہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی صفوں میں اعتدال سے رہو، بے شک میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے دیکھتا ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے دیکھا ہے صحابہ میں ایک آدمی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنے قدم کو اپنے ساتھی کے قدم سے ملاتا تھا۔ اگر تم ایسا کرنے لگو تو دیکھو گے آدمی بدکنے والے گھوڑے جیسا بھاگے گا۔

[مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۳۰۸، حدیث: ۳۵۲۴]

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِذٰلِکَ الْمُبَالَغَۃُ فِی تَعْدِیلِ الصَّفِّ وَسَدِّ خَلَلِہِ وَقَدْ وَرَدَ الْاَمْرُ بِسَدِّ خَلَلِ الصَّفِّ وَالتَّرْغِیبِ فِیہِ فِی اَحَادِیثَ کَثِیرَۃٍ اجمعها حَدِیث بن عمر عِنْدَ ابی دَاوُدَ وَصَححہُ بن خُزَیْمَۃَ وَالْحَاکِمُ وَلَفْظُہُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِیمُوا الصُّفُوفَ وَحَاذُوا بَیْنَ الْمَنَاکِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّیْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَہُ اللّٰہُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَہُ اللّٰہُ قَوْلُہُ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِیرٍ هَذَا طَرَفٌ مِنْ حَدِیثٍ اَخْرَجَہُ اَبُو دَاوُدَ وَصَححہُ بن خُزَیْمَۃَ مِنْ رِوَایَۃِ اَبِی الْقَاسِمِ الْجَدَلِیِّ وَاسْمُہُ حُسَیْنُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ سمعتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِیرٍ یَقُولُ اَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی النَّاسِ بِوَجْهِہِ فَقَالَ اَقِیمُوا صُفُوفَکُمْ ثَلَاثًا وَاللّٰہِ لَتُقِیمُنَّ صُفُوفَکُمْ اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰہُ بَیْنَ قُلُوبِکُمْ قَالَ فَلَقَدْ رَاَیْتُ الرَّجُلَ مِنَّا یَلْزَقُ مَنْکِبَہُ بِمَنْکِبِ صَاحِبِہِ وَکَعْبَہُ بِکَعْبِہِ۔ [فتح الباری لابن حجر ۲: ۲۱۱]

ترجمہ:

کندھوں کو کندھوں سے اور ٹخنوں کو ٹخنوں سے ملانے سے مراد ہے صف کو خوب درست کرنا اور بیچ کی خالی جگہ کو پر کرنا۔ صف کے بیچ کی خالی جگہ کو پر کرنے کا حکم اور اس کی ترغیب سے متعلق بہت سی حدیثیں منقول ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ جامع حضرت عبداللہ بن عمر

رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس کو ابوداود نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: اقیموا الصفوف ۔۔۔ الخ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صفوں کو درست کرو۔ کندھوں کو کندھوں کے مقابل رکھو۔ درمیان کی خالی جگہ کو پر کرو اور بیچ میں شیطان کے لیے خالی جگہیں نہ چھوڑو۔ جو شخص صف کو ملائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے ملائے گا اور جو شخص صف کو کاٹے گا اللہ اس کو اپنی رحمت سے کاٹ دے گا۔ حضرت نعمان بن بشیر نے کہا کہ یہ اُس حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو ابوداود نے ذکر کیا ہے اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے۔ یہ روایت حسین بن حارث ابوالقاسم جدلی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نعمان بن بشیر کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر تین مرتبہ یہ فرمایا: اپنی صفیں درست کرلو۔ واللہ تم اپنی صفوں کو درست کرلو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں مخالفت پیدا کردے گا۔ نعمان بن بشیر نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ اب آدمی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے کے اور اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی کے ٹخنے کے مقابل رکھتا تھا۔

حدیث:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، اَنَّہٗ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ فَقِیلَ لَہٗ: مَا اَنْکَرْتَ مِنَّا مُنْذُ یَوْمِ عَہِدْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: مَا اَنْکَرْتُ شَیْئًا إِلَّا اَنَّکُمْ لَا تُقِیمُوْنَ الصُّفُوْفَ۔

ترجمہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ مدینہ تشریف لائے تو اُن سے پوچھا گیا: آپ نے ہمارے یہاں کون سی ناپسندیدہ چیز دیکھی جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہیں تھی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے صرف ایک ناپسندیدہ بات دیکھی کہ تم نماز میں اپنی صفوں کو درست نہیں کرتے۔ [صحیح البخاری: ۱/ ۱۴۵، حدیث: ۷۲۴]

حدیث:

عَنْ اَبِی شَجَرَۃَ لَمْ یَذْکُرِ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَقِیمُوا الصُّفُوفَ وَحَاذُوا بَیْنَ الْمَنَاکِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِینُوا بِاَیْدِی إِخْوَانِکُمْ لَمْ یَقُلْ عِیسٰی بِاَیْدِی إِخْوَانِکُمْ وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّیْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَہُ اللّٰہُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَہُ اللّٰہُ، قَالَ اَبُو دَاوُد: اَبُو شَجَرَۃَ کَثِیرُ بْنُ مُرَّۃَ، قَالَ اَبُو دَاوُدَ: مَعْنَی وَلِینُوا بِاَیْدِی إِخْوَانِکُم: إِذَا جَاءَ رَجُلٌ إِلَی الصَّفِّ فَذَہَبَ یَدْخُلُ فِیہِ فَیَنْبَغِی اَنْ یُلِینَ لَہٗ کُلُّ رَجُلٍ مَنْکِبَیْہِ حَتّٰی یَدْخُلَ فِی الصَّفِّ۔

ترجمہ:

حضرت ابوشجرہ سے روایت ہے، انہوں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صفیں سیدھی کرو اور اپنے کندھوں کو دوسروں کے کندھوں کے مقابل رکھو اور درمیان کی خالی جگہ کو بھر دو اور درمیان میں آنے والے اپنے نمازی بھائیوں کے لیے نرم رہو (کہ وہ صف کے اندر خالی جگہ میں داخل ہونے میں دقت محسوس نہ کرے) حدیث کے راوی عیسٰی نے اپنی روایت میں بِاَیْدِیْ اِخْوَانِکُم کے الفاظ ذکر نہیں کیے ہیں، صرف لِیْنُوْا کے الفاظ ہیں، یعنی اپنے نمازی بھائی کے لیے نرم رہو (کہ آسانی سے صف میں داخل ہو سکے)۔

[سنن ابی داود: ۱/ ۱۷۸، حدیث: ۶۶۶]

امام ابوداود متوفی ۲۷۵ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: مَعْنَی وَلِینُوا بِاَیْدِی إِخْوَانِکُمْ: إِذَا جَاءَ رَجُلٌ إِلَی الصَّفِّ فَذَہَبَ یَدْخُلُ فِیہِ فَیَنْبَغِی اَنْ یُلِینَ لَہٗ کُلُّ رَجُلٍ مَنْکِبَیْہِ حَتّٰی یَدْخُلَ فِی الصَّفِّ۔ [سنن ابی داود ا: ۱/ ۱۷۸ تحت حدیث ۶۶۶]

ترجمہ:

امام ابوداود نے ''لِينُوْا بِاَيْدِىْ اِخْوَانِكُمْ'' کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ جب کوئی آدمی صف کے اندر داخل ہونے کے لیے آئے تو وہ آسانی سے داخل ہو سکے، لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ہر آدمی اپنے کندھے کو نرم اور ڈھیلا رکھے تا کہ آنے والا صف کے اندر داخل ہو سکے۔

حدیث:

عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ۔ [سنن ابی داود ا: ۱۷۹/ تحت حدیث ۶۶۷:]

ترجمہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی صفوں میں ایک دوسرے سے مل کر اور قریب قریب ہو کر کھڑے ہو اور اپنی گردنوں کو دوسروں کی گردنوں کے مقابل رکھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کی قدرت میں میری جان ہے، میں دیکھتا ہوں کہ صفوں کے درمیان خالی جگہوں میں شیطان بکری کے چھوٹے بچے کی طرح داخل ہوتا ہے۔

حدیث:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ مَسَحَ صُدُورَنَا، وَقَالَ: رُصُّوا الْمَنَاكِبَ بِالْمَنَاكِبِ، وَالْأَقْدَامَ بِالْأَقْدَامِ، فَإِنَّ اللّٰہَ تَعَالَى يُحِبُّ فِي الصَّلَاةِ مَا يُحِبُّ فِي الْقِتَالِ، كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ۔

[شرح مشکل الآثار: ۱۴/ ۲۹۴، حدیث: ۵۶۲۷]

ترجمہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب نماز کے لیے اقامت ہوتی تھی تو رسول اللہ ﷺ ہمارے سینوں پہ ہاتھ رکھ کر فرماتے تھے: کندھوں کو کندھوں سے اور قدموں کو قدموں سے ملاؤ۔ اللہ تعالیٰ جس طرح جنگ میں صف بندی کو پسند فرماتا ہے اسی طرح نماز میں صف بندی کو پسند فرماتا ہے۔

نماز میں پیروں کو پھیلانا؟

نماز میں حالت قیام میں دونوں پیروں کو ایک دوسرے سے ملانا سنت ہے یا پھیلانا؟ احادیث وآثار صحابہ سے یہ ثابت ہے کہ دونوں پیر کو نہ اتنا ملایا جائے کہ ایک پیر دوسرے پیر سے سٹ جائے، نہ دونوں کو اتنا پھیلایا جائے کہ تکلف کرنا پڑے اور خشوع کی صورت باقی نہ رہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نماز میں پھیروں کو اتنا زیادہ پھیلانا چاہیے کہ بازو والے مصلّی کے پیروں سے مل جائیں۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو بیچ سے شیطان کو جانے کا راستہ مل جائے گا۔ اِس طرح سے شیطان کا راستہ بند کرنا چاہیے، پیروں کو چاہے جتنا پھیلانا پڑے پھیلانا چاہئے۔ ایسا خیال کچھ لوگوں کا ہے۔ اپنے اِس خیال کے درست ہونے کی دلیل دیتے ہوئے وہ لوگ اُن احادیث کو پیش کرتے ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ نماز کی صفوں میں کندھوں کو کندھوں سے ملاؤ اور قدموں کو قدموں سے ملاو۔ بعض احادیث میں ''اِلصاق اور اِلزاق'' اور ان کے ہم معنی الفاظ بھی آئے ہیں، جن کے معانی ہیں ملانا۔ اسی وجہ سے کچھ لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ نماز میں پیروں کو اتنا پھیلانا چاہئے کہ بازو کے مصلی کے پیروں کو چھو جائیں۔ حالاں کہ احادیث میں اِلصاق اور اِلزاق اور ان جیسے الفاظ سے مراد کندھوں کو کندھوں کے مقابل کرنا اور قدموں کو قدموں کے مقابل کرنا ہے۔ ان الفاظ سے مراد یہ نہیں ہے کہ پیروں کو پھیلا کر دوسرے مقتدی کے پیروں سے ملا دیا جائے۔ اگر احادیث میں اِلصاق یا اِلزاق کا حقیقی معنی (پیر کو پیر سے ملانا) مراد ہو تو لازم آئے گا کہ ٹخنوں کو ٹخنوں سے بھی ملایا جائے، کیوں کہ حدیث میں صرف قدم کو قدم سے ملانے کا ذکر نہیں ہے، بلکہ ٹخنوں کو ٹخنوں سے ملانے کا بھی ذکر ہے۔ جیسا کہ

سنن ابوداود میں حدیث 662 حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اُس میں ٹخنوں کو ٹخنوں سے ملانے کا ذکر بھی ہے

سنن ابوداؤد کی حدیث مذکور مع سند یہ ہے:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْجُدَلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ» ثَلَاثًا، «وَاللَّهِ لَتُقِيمُنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ» قَالَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَلْزَقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَرُكْبَتَهُ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهِ وَكَعْبَهُ بِكَعْبِهِ

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز سے پہلے رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور تین بار ارشاد فرمایا: تم اپنی صفوں کو درست کرو، واللہ تم ضرور اپنی صفوں کو درست کرو ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور تمہارے دلوں کے درمیان مخالفت پیدا فرمادے گا۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں نے دیکھا کہ آدمی نماز میں اپنے ساتھ والے آدمی کے کندھے سے اپنے کندھے کو گھٹنے کو گھٹنے سے اور ٹخنے کو ٹخنے سے ملاتا تھا۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صفیں خوب سیدھی رکھنی ہے۔ یہ مراد نہیں قدم کو قدم سے چِپ کرانا ہے۔ اگر قدم سے قدم ملانے کا معنی چِپ کرانا ہو تو لازم آئے گا کہ گھٹنوں کو گھٹنوں سے اور ٹخنوں سے ٹخنوں کو چِپ کرنا ضروری ہوگا کیوں کہ حدیث میں اس کا بھی ذکر ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ نماز میں قیام کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پیروں کو خوب پھیلایا نہ جائے۔ دو قدموں کے درمیان معتدل فاصلہ رکھا جائے۔ نماز کے تمام ارکان میں شریعت کو اعتدال مطلوب ہے۔ مثلاً رکوع میں اعتدال یہ ہے کہ پیٹھ کو نہ زیادہ جھکایا جائے کہ سجدہ کے قریب ہوجائے اور نہ اوپر اٹھایا جائے کہ قیام کے قریب ہوجائے، بلکہ دونوں کے درمیان اعتدال کی حالت پہ رکھا جائے، یعنی پیٹھ کو ہموار رکھا جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے: اعْتَدِلُوا فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ۔ رکوع اور سجدے میں اعتدال کی حالت اختیار کرو۔ [سنن النسائی: حدیث ۱۰۲۸]

اسی طرح سجدے میں دونوں ہاتھوں کو پورے طور پر زمین پہ نہ بچھایا جائے، کہ حدیث میں اس طرح کی حالت کو کتے کے بیٹھنے کی حالت سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اعْتَدِلُوا فِي الصَّلَاةِ، وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ كَانْبِسَاطِ الْكَلْبِ۔

ترجمہ: نماز میں اعتدال اختیار کرو۔ کوئی شخص سجدے میں اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح زمین پہ نہ بچھائے۔

[مسند احمد بن حنبل: حدیث ۱۳۸۹۷]۔ قیام میں اعتدال کی حالت یہ ہے کہ دونوں پیروں کو زیادہ نہ پھیلایا جائے۔

صحابہ وتابعین نماز میں پیر پھیلا کر کھڑے ہونے کو خلافِ سنت سمجھتے تھے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

حدیث:

عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا صَفَّ بَيْنَ قَدَمَيْهِ، يَعْنِي فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: أَخْطَأَ السُّنَّةَ أَمَا إِنَّهُ لَوْ رَاوَحَ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ وَرُوِّينَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ صَفَّ قَدَمَيْهِ وَضَمَّهُمَا فِي الصَّلَاةِ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا وہ نماز میں دونوں پیروں کو زیادہ پھیلائے ہوئے تھا تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس نے سنت میں خطا کی۔ اگر دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ رکھ کر راحت والی صورت اختیار کرتا تو مجھے زیادہ پسند ہوتا۔ امام طبرانی نے فرمایا کہ ہمیں یہ روایت حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ملی ہے، انہوں نے نماز میں اپنے دونوں قدموں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھا۔ [السنن الکبری للبیہقی: ۲/۴۰۹، حدیث: ۳۵۷۰]

حدیث:

عَنْ اَبِی عُبَیْدَۃَ، قَالَ: مَرَّ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِرَجُلٍ صَافٍّ بَیْنَ قَدَمَیْہِ، فَقَالَ: اَمَّا ھٰذَا فَقَدْ اَخْطَأَ السُّنَّۃَ، لَوْ رَاوَحَ بَیْنَھُمَا کَانَ اَحَبَّ إِلَیَّ۔

ترجمہ:

حضرت ابوعبیدہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے، وہ نماز میں اپنے دونوں قدموں کو زیادہ پھیلائے ہوئے تھا تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُس نے خطا کی، سنت یہ نہیں۔ اگر وہ دونوں قدموں کے درمیان راحت واعتدال والا فاصلہ رکھتا تو میرے نزدیک زیادہ اچھا ہوتا۔ [المعجم الکبیر: ۲۷۰/۹، حدیث: ۹۳۴۶)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ:

حدیث:

وَسَاَلْتُ عَطَاءً عَنْ ضَمِّ الْمَرْءِ قَدَمَیْہِ فِی الصَّلَاۃِ، فَقَالَ: اَمَّا ھٰکَذَا حَتّٰی تُمَاسَّ بَیْنَھُمَا فَلَا، وَلٰکِنْ وَسَطًا مِنْ ذٰلِکَ فَقَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ: وَلَقَدْ اَخْبَرَنِی نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ لَا یُفْرِسِخُ بَیْنَھُمَا، وَلَا یُمِسُّ إِحْدَاھُمَا الْاُخْرٰی، قَالَ: بَیْنَ ذٰلِکَ۔

ترجمہ:

ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطا سے سوال کیا: آدمی نماز میں اپنے دونوں قدموں کو ملا کر کھڑا ہوگا؟ تو انہوں نے دونوں قدموں کو ملا کر دکھاتے ہوئے جواب دیا: اس طرح سے ایک قدم کو دوسرے سے ملا دینا صحیح طریقہ نہیں۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ دونوں پیروں کے درمیان متوسط فاصلہ رکھے۔ ابن جریج نے فرمایا: مجھے نافع نے خبر دی کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں دونوں قدموں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں رکھتے تھے اور دونوں قدموں کو ملاتے بھی نہیں تھے بلکہ دونوں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھتے تھے۔ [مصنف عبدالرزاق: ۲۴۶/۲]

حدیث:

وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا یُفَرِّجُ بَیْنَ قَدَمَیْہِ، وَلَا یَمَسُّ إِحْدَاھُمَا بِالْاُخْرٰی، وَلٰکِنْ بَیْنَ ذٰلِکَ، لَا یُقَارِبُ وَلَا یُبَاعِدُ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں اپنے دونوں قدموں کے درمیان نہ زیادہ فاصلہ رکھتے تھے، نہ دونوں کو ایک دوسرے سے ملا کر رکھتے تھے، بلکہ دونوں پیروں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھتے تھے۔ نہ دونوں پیروں کو زیادہ دور دور رکھتے تھے، نہ دونوں کو زیادہ قریب رکھتے تھے۔ [المغنی لابن قدامہ: ۹/۲]

حدیث:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ:

امام ابن شیبہ نے فرمایا:

حَدَّثَنَا وَکِیعٌ، عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ، قَالَ: اَخْبَرَنِی مَنْ، رَاَی ابْنَ الزُّبَیْرِ، یُصَلِّی قَدْ صَفَّ بَیْنَ قَدَمَیْہِ، وَاَلْزَقَ إِحْدَاھُمَا بِالْاُخْرٰی۔

ترجمہ:

ہم سے حدیث بیان کی وکیع نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے کہا: مجھے اس آدمی نے خبر دی جس نے عبداللہ ابن زبیر کو دیکھا کہ انہوں نے نماز میں دونوں پیروں کو برابر رکھا اور دونوں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھا۔ [مصنف ابن ابی شیبہ: حدیث ۷۰۷۱]

حدیث:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ:

حصین نے فرمایا کہ میں عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کو دیکھا، نماز میں دونوں قدموں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھتے تھے۔

[مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث: ۷۰۷۲]

نماز میں قدموں کو نہ پھیلانا، تابعین کا عمل:

امام ابن ابی شیبہ نے فرمایا:

حَدَّثَنَاوَکِیعٌ، عَنْ عُیَیْنَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: کُنْتُ مَعَ اَبِی فِی الْمَسْجِدِ، فَرَاَی رَجُلًا صَافًّا بَیْنَ قَدَمَیْہِ، فَقَالَ: اَلْزِقْ إِحْدَاھُمَابِالْاُخْرَی، لَقَدْرَاَیْتُ فِی ھَذَاالْمَسْجِدِثَمَانِیَۃَعَشَرَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، مَارَاَیْتُ اَحَدًا مِنْھُمْ فَعَلَ ھَذَاقَطُّ۔

ترجمہ:

ہم سے حدیث بیان کی وکیع نے، انہوں نے روایت بیان کی عیینہ بن عبدالرحمن سے، انہوں نے کہا، میں اپنے والد کے ساتھ بصرہ کی مسجد میں تھا، میرے والد نے ایک آدمی کو دیکھا جو نماز میں اپنے دونوں قدموں کو زیادہ پھیلائے ہوئے تھا تو میرے والد نے فرمایا: ایک پیر کو دوسرے پیر سے کچھ قریب کرو۔ میں نے اِسی مسجد میں نبی کریم ﷺ کے اٹھارہ صحابہ کرام کو دیکھا ہے، کسی نے کبھی ایسا نہیں کیا ہے۔ (کسی نے نماز میں دونوں پیروں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں رکھا ہے) [مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۰۹]

حضرت عمرو بن میمون تابعی متوفی ۷۴ھ نماز میں دونوں پیروں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں رکھتے تھے۔

[مصنف ابن ابی شیبہ: حدیث ۷۰۶۴]

محمد بن سیرین تابعی متوفی ۱۱۰ھ بھی نماز میں دونوں پیروں کو زیادہ پھیلا کر کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ [ایضا حدیث: ۷۰۶۷]

قدموں کے درمیان فاصلہ اور مذاہب اربعہ

احادیث وآثار سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ حالت قیام میں دونوں پیروں کو زیادہ پھیلانا خلاف سنت ہے اور دونوں قدموں کو ملا کر کھڑا ہونا بھی خلاف سنت ہے۔ دونوں پیروں کے درمیان معتدل فاصلہ ہونا چاہئے۔ لیکن کتنا فاصلہ ہونا چاہئے؟ اس تعلق سے فقہائے کرام کا کیا موقف ہے؟ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

فقہائے احناف کا موقف:

(۱) شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

یُسْتَحَبُّ لِلْمُصَلِّی اَنْ یَکُوْنَ بَیْنَ قَدَمَیْہِ فِی الْقِیَامِ (قدر) اَرْبَعُ اَصَابِعَ یَدَیْہِ، لِاَنَّ ھٰذَا اَقْرَبُ لِلْخُشُوْعِ۔

[شرح ابی داود للعینی: ۳/۳۵۴]

ترجمہ:

نمازی کے لیے مستحب یہ ہے کہ حالت قیام میں دونوں قدموں کے درمیان ہاتھ کی چار انگلیوں کی مقدار فاصلہ رکھے۔ یہ حالت خشوع کے زیادہ قریب ہے۔

(۲) فتاوی عالم گیری میں ہے:

وَیَنْبَغِی اَنْ یَکُونَ بَیْنَ قَدَمَیْہِ اَرْبَعُ اَصَابِعَ فِی قِیَامِہِ۔ [فتاوی ہندیہ: ۱/۷۳]

ترجمہ:

حالت قیام میں مصلی کے دونوں پیروں کے درمیان چار انگل کی مقدار فاصلہ ہونا چاہئے۔

(۳) فقہ حنفی کی معتبر کتاب ردالمحتار حاشیہ درمختار میں ہے:

وَيَنْبَغِي اَنْ يَكُونَ بَيْنَهُمَا مِقْدَارُ اَرْبَعِ اَصَابِعِ الْيَدِ لِاَنَّهُ اَقْرَبُ إِلَى الْخُشُوعِ۔ [ردالمحتار:۱/ ۴۴۴]

ترجمہ:

دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ چار انگلیوں کے برابر ہونا چاہئے، کیوں کہ یہ خشوع کے زیادہ قریب ہے۔

فقہائے مالکیہ کا موقف:

(۱) يُنْدَبُ تَفْرِيجُ الْقَدَمَيْنِ بِاَنْ يَكُوْنَ الْمُصَلِّي بِحَالَةٍ مُتَوَسِّطَةٍ فِي الْقِيَامِ بِحَيْثُ لَا يَضُمُّهُمَا وَ لَا يُفَرِّجُهُمَا كَثِيْراً۔

[فقہ العبادات علی مذہب المالکی:۱/۱۶۱]

ترجمہ:

مستحب یہ ہے کہ حالت قیام میں مصلی اعتدال والی حالت اختیار کرے۔ دونوں قدموں کو نہ ملائے رکھے نہ دونوں کو خوب پھیلائے۔

فقہائے شوافع کا موقف:

علامہ زین الدین زکریا انصاری متوفی ۹۲۶ ھ نے اس بارے میں یہ تحریر فرمایا ہے:

(۱) (وَنُدِبَ التَّفْرِيقُ بَيْنَهُمَا) اَىْ بِاَرْبَعِ اَصَابِعَ عَلَى مَا فِي الْاَنْوَارِ، اَوْ بِشِبْرٍ۔

[اسنی المطالب فی شرح روض الطالب:۱/ ۱۴۶]

ترجمہ:

دونوں پیروں کے درمیان فاصلہ رکھنا مستحب ہے۔ کتاب الانوار کے مطابق چار انگلیوں کے برابر یا ایک بالشت فاصلہ ہونا چاہئے۔

(۲) ابن حجر ہیتمی شافعی نے فرمایا:

وَيُسَنُّ فِيهِ اَيْضًا لِكُلِّ مُصَلٍّ التَّفْرِقَةُ بِقَدْرِ شِبْرٍ بَيْنَ الْقَدَمَيْنِ

ترجمہ:

ہر مصلی کے لیے دونوں قدموں کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رکھنا مسنون ہے۔ [تحفۃ المحتاج فی شرح المنهاج:۲/ ۷۶]

غیر مقلدین کے شبہ کا جواب:

بعض احادیث میں "اِلصاق" کا لفظ آیا ہے جس کا ظاہری معنی ہے ملانا۔ اس لفظ سے کچھ غیر مقلدین نے یہ سمجھا کہ نماز میں کندھوں کو کندھوں سے ملانا اور ٹخنوں کو ٹخنوں سے ملانا سنت ہے۔ لہٰذا وہ اپنے پیروں کو دوسرے نمازی کے پیروں سے ملانے کی پوری کوشش کرتے ہیں اگر چہ پیروں کو خوب پھیلانا پڑے اور کندھے کندھوں سے الگ ہو جائیں۔ حالاں کہ یہاں پر احادیث میں لفظ الصاق کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے، بلکہ مجازی معنی محاذی و مقابل کرنا مراد ہے۔ مراد یہ ہے کہ کندھوں کو کندھوں کے مقابل رکھو اور ٹخنوں کو ٹخنوں کے مقابل رکھو اور ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہو۔ درمیان میں اتنی جگہ خالی نہ رہے کہ کوئی مصلی کھڑا ہو سکے۔ اس معنی کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے جن میں صراحت کے ساتھ محاذات کا لفظ مذکور ہے۔

چناں چہ حضرت مالک بن ابو عامر سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں یہ فرماتے تھے:

إذَا قَامَتِ الصلاةُ، فاعْدِلُوا الصفوفَ، و حَاذُوا بالمَناكِبِ، فإنَّ اعْتِدَالِ الصُفوفِ من تمامِ الصَّلاة۔

جب نماز کی اقامت ہو تو صفوں کو درست کرلو اور کندھوں کو کندھوں کے مقابل کرو۔ کیوں کہ صفوں کو درست کرنا نماز کے کمال کا حصہ ہے۔

[السنن الصغیر للبیہقی: حدیث ۶۳۰]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رُصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ۔

[سنن ابی داود: حدیث ۶۶۷]

ترجمہ:

صفوں کے درمیان جگہ نہ چھوڑو۔ صفوں کے اندر قریب قریب ہو کر کھڑے ہو اور گردنوں کو ایک دوسرے کے مقابل رکھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کی قدرت میں میری جان ہے، میں دیکھتا ہوں شیطان بکری کے بچے کی طرح صف کے بیچ میں گھس آتا ہے۔

حدیث کے الفاظ ''حاذوا بالاعناق'' سے یہ معلوم ہوا کہ کندھے کو کندھے سے اور قدم کو قدم سے ملانے سے مراد صف سیدھی کرنا اور صف کے درمیان خالی جگہ نہ رکھنا ہے۔

ایک روایت میں تسویہ مناکب (کندھوں کو برابر رکھنے) کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ یعنی کندھوں کو برابر رکھو۔ چناں چہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، سَوُّوا مَنَاكِبَكُمْ۔ اپنی صفوں کو برابر رکھو، اپنے کندھوں کو برابر رکھو۔

[الآثار لابی یوسف: حدیث ۱۵۹]

شارحین حدیث اور فقہائے اسلام نے بھی اس کا معنی یہی بیان کیا ہے۔ چناں چہ حدیث مذکور کے تحت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہے:

يَنْبَغِي لِلْقَوْمِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ أَنْ يَقُومُوا إِلَى الصَّلَاةِ فَيَصُفُّوا، وَيُسَوُّوا الصُّفُوفَ، وَيُحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ۔

ترجمہ:

جب مؤذن اقامت میں حی علی الفلاح کہے تو لوگ کھڑے ہو کر صف بندی کریں اور صفیں سیدھی رکھیں اور کندھوں کو ایک دوسرے کے مقابل رکھیں۔

[موطا امام محمد: حدیث ۹۸]

شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تحریر فرمایا ہے:

الْمُرَادُ بِذَلِكَ الْمُبَالَغَةُ فِي تَعْدِيلِ الصَّفِّ وَسَدِّ خَلَلِهِ وَقَدْ وَرَدَ الْأَمْرُ بِسَدِّ خَلَلِ الصَّفِّ۔

ترجمہ:

کندھوں کو کندھوں سے اور ٹخنوں کو ٹخنوں سے ملانے سے مراد پورے طور پر صف کو درست کرنا اور صف کے درمیان کی خالی جگہ کو پُر کرنا ہے اور صف کے درمیان کی خالی جگہ کو پُر کرنے کا حکم حدیث میں آیا ہے۔ [فتح الباری لابن حجر: ۲/۲۲۱]

امام محمد عبد الرؤف مناوی متوفی 1031ھ نے یہ تحریر فرمایا ہے: (وَحَاذُوا بِالْمَنَاكِبِ) اجْعَلُوا بَعْضَهَا فِي مُحَاذَاةِ بَعْضٍ أَيْ مُقَابَلَتِهِ بِحَيْثُ يَصِيرُ مَنْكِبُ كُلٍّ مِنَ الْمُصَلِّينَ مُسَامِتًا لِمَنْكِبِ الْآخَرِ فَتَكُونَ الْمَنَاكِبُ وَالْأَعْنَاقُ وَالْأَقْدَامُ عَلَى سَمْتٍ وَاحِدٍ۔

ترجمہ: کندھوں کو کندھوں کے مقابل کرو، یعنی اپنے کندھوں کو دوسروں کے کندھوں کے مقابل اِس طرح کرو کہ ہر مصلی کا کندھا دوسرے مصلی کے کندھے کی سیدھ میں ہو جائے، یعنی کندھے، گردنیں اور قدم سب ایک سمت میں ہو جائیں (آگے پیچھے نہ رہیں)۔

[التیسیر بشرح الجامع الصغیر: ۱۔ فیض القدیر: ۲/ ۷۵]

فیض القدیر للمناوی کے محشی شیخ ماجد حموی نے یہ لکھا ہے:

. . . اَنَّ الْمُبَالِغِیْنَ مِنْھُمْ یَتَعَدَّوْنَ اَثْنَاءَ الصَّلَاۃِ فَلَا یَزَالُوْنَ یَمُدُّوْنَ اَقْدَامَھُمْ لِیُلْصِقُوْنَھَا بِاَقْدَامِ رُفَقَائِھِمْ فِی الصَّفِ حَتّٰی تَصِلَ اَقْدَامُھُمْ اِلٰی مَکَانِ جَارِھِمْ وَلَا یَخْفٰی مَافِی ذٰلِکَ مِنَ الْاِنْشِغَالِ عَنْ تَدَبُّرِ صَلَاتِھِمْ وَتَشْوِیْشِھِمْ عَلَی الْغَیْرِ وَمِنْھَا اَنَّ وَقْفَتُھُمْ لَا تَخْلُوْ مِنْ تَفْرِیْجِ الْقَدَمَیْنِ وَھُوَ تَصَنُّعٌ وَتَفَعُّلٌ مُخَالِفٌ لِلسُّنَّۃِ وَالْفِطْرَۃِ۔

ترجمہ:

کچھ شدت پسند لوگ نماز کے اندر حد سے تجاوز کرتے ہیں۔ وہ برابر اپنے پیروں کو صف کے اندر اپنے ساتھی نمازیوں کے پیروں سے ملانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی بھی طرح اُن کے پیر اپنے بازو کے نمازی کی جگہ تک پہنچ جائیں۔ یہ واضح بات ہے کہ اِس طرح کے عمل سے دوسروں کی نماز میں خشوع ختم ہوتا ہے اور اُن کو پریشانی میں ڈالا جاتا ہے۔ اس میں دوسری خرابی یہ ہے کہ دونوں پیروں کو خوب پھیلانا پڑتا ہے جو نماز میں تکلف وتصنع ہے جو سنت اور فطرت کے خلاف ہے۔ [حاشیہ فیض القدیر: ۵/۴]

کندھوں کو کندھوں سے اور ٹخنوں کو ٹخنوں سے ملانے کا حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ صفوں کو درست کرنے میں خوب مبالغہ کرے کہ بیچ میں خالی جگہ نہ رہے۔ اس تعلق سے شارح بخاری امام قسطلانی لکھتے ہیں: (یُلْزِقُ) بِالزَّای (مَنْکِبَہٗ بِمَنْکِبِ صَاحِبِہٖ وَقَدَمَہٗ بِقَدَمِہٖ) اَلْمُرَادُ بِذٰلِکَ الْمُبَالَغَۃِ فِی تَعْدِیْلِ الصَّفِّ، وَسَدِّ خَلَلِہٖ.

ترجمہ:

اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے سے ملائے، اپنے قدم کو اپنے ساتھی کے قدم سے ملائے، اس سے مراد یہ ہے صف کو خوب درست کرے، صف کے درمیان جگہ خالی نہ چھوڑے۔ [ارشاد الساری: ۲/۶۸]

خاتم الفقہاء ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

وَمَارُوِیَ اَنَّھُمْ اَلْصَقُوا الْکِعَابَ بِالْکِعَابِ اُرِیْدَ بِھَا الْجَمَاعَۃُ اَیْ قَامَ کُلُّ وَاحِدٍ بِجَانِبِ الْاٰخَرِ۔ [ردالمحتار: ۱/۴۴۴]

ترجمہ:

روایت میں ٹخنوں کو ٹخنوں سے ملانے کی جو بات آئی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جماعت میں ہر نمازی دوسرے نمازی کے پہلو میں (صفوں کو درست کرکے) کھڑا ہو۔

غیر مقلدین کا طریقہ اور غیر مقلدین کو اُن کے امام کی نصیحت

چاروں فقہی مذاہب کو چھوڑ کر غیر مقلدوں نے نماز میں کھڑے ہونے کا خود ساختہ طریقہ اپنایا ہے۔ غیر مقلدین نماز میں اپنے پیروں کو خوب پھیلا کر کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے پیروں کو دوسرے مصلی کے پیروں سے ملاتے ہیں۔ غیر مقلدین کو جن احادیث وآثار کے ظاہر سے غلط فہمی ہوئی ہے اُن کی وضاحت کرتے ہوئے اور غیر مقلدوں کو نصیحت کرتے ہوئے خود غیر مقلدوں کے مشہور عالم شیخ محمد بن صالح بن محمد العثیمن نے یہ لکھا ہے:

اَلصَّحَابَۃُ لَا شَکَّ اَنَّہٗ صَحَّ عَنْھُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَھُمْ بِتَسْوِیَۃِ الصُّفُوْفِ وَالتَّرَاصِّ حَتّٰی اِنَّ اَحَدَھُمْ لِیُلْصِقُ کَعْبَہٗ بِکَعْبِ اَخِیْہِ وَمَنْکِبَہٗ بِمَنْکِبِ اَخِیْہِ، وَالْغَرَضُ مِنْ ذٰلِکَ تَحْقِیْقُ التَّسْوِیَۃِ وَتَحْقِیْقُ الْمُرَاصَّۃِ، وَاَلَّا یَدَعُوْا فُرَجاً لِلشَّیْطَانِ، ھٰذَا ھُوَ الْمَقْصُوْدُ، وَلَیْسَ الْمَقْصُوْدُ اَنْ یُؤْذِیَ بَعْضُھُمْ بَعْضاً، بَلِ الْمَقْصُوْدُ تَحْقِیْقُ الْمُسَاوَاۃِ وَالْمُرَاصَّۃِ، فَفَھِمَ بَعْضُ النَّاسِ اَنَّ اِلْصَاقَ الْکَعْبِ بِالْکَعْبِ مَقْصُوْدٌ لِذَاتِہٖ، وَاَنَّہٗ مِنْ سُنَنِ الصَّلَاۃِ، فَصَارَ یُلْصِقُ کَعْبَہٗ بِکَعْبِ اَخِیْہِ مَعَ تَفْرِیْجِ مَابَیْنَ رِجْلَیْہِ، یُفَرِّجُ مَابَیْنَ رِجْلَیْہِ تَفْرِیْجاً کَامِلاً وَاسِعاً مِنْ اَجَلِ اَنْ یُلْصِقَ الْکَعْبَ بِالْکَعْبِ، لٰکِنْ یَبْقَی الْمَنْکِبُ مَعَ الْمَنْکِبِ مُفْتَرِقَیْنِ بِالضَّرُوْرَۃِ وَھٰذَا مِنَ الْخَطَاِ فِی التَّاوِیْلِ۔

[اللقاء الشھری: ۱۵/۴]

ترجمہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرام سے صحیح روایات منقول ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ صفوں کو برابر رکھیں اور ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہوں، لہٰذا ایک صحابی اپنے ٹخنوں اور کندھوں کو دوسرے صحابی کے ٹخنوں اور کندھوں کے مقابل رکھتے تھے۔ اِس سے مقصود یہ تھا کہ صفیں برابر ہوں اور درمیان میں شیطان کے لیے خالی جگہ نہ چھوڑی جائے۔ ٹخنوں کو ٹخنوں سے اور کندھوں کو کندھوں سے ملانے کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ ایک دوسرے کو تکلیف دے۔ حضور ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ تھا کہ صفیں سیدھی رہیں اور درمیان میں جگہ خالی نہ رہے، لیکن اس سے کچھ لوگوں نے یہ سمجھا کہ ٹخنوں کو ٹخنوں سے ملانا ہی مقصود ہے اور وہی نماز کی ایک سنت ہے۔ چناں چہ وہ اپنے نمازی بھائیوں کے ٹخنوں سے اپنے ٹخنوں کو ملانے کی لیے اپنے دونوں پیروں کو خوب پھیلانے لگے، تاکہ ٹخنے ٹخنوں سے مل جائیں اور انہیں یہ خیال نہیں رہا کہ اس طرح سے ٹخنوں کو ٹخنوں سے ملانے پر کندھے ضرور نہیں ملیں گے (حالاں کہ حدیث میں کندھوں کو ملانے کا حکم بھی ہے) لہٰذا جنہوں نے کندھوں اور ٹخنوں کے ملانے (الصاق) کا ظاہری معنیٰ سمجھا ہے انہوں نے سمجھنے میں خطا کی ہے۔

غیر مقلدین کے معتمد عالم شیخ عبد العزیز بن باز نے ایک سوال کے جواب میں یہ کہا ہے:

يَقُوْلُ: اِسْتَوُوْا اِسْتَقِيْمُوْا، حَاذُوْا بَيْنَ الْأَقْدَامِ، حَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ. كَمَا قال النبى صلى الله عليه وسلم، هٰذَا هُوَ السُّنَّةُ بِهٰذِهِ الْأَلْفَاظِ: اِسْتَوُوْا تَرَاصُّوا اِعْتَدِلُوْا سَاوُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، سَاوُوْا بَيْنَ الْأَقْدَامِ. [فتاوی نور علی الدرب لابن باز ۱۲: ۲۳۷/]

ترجمہ:

امام کہے: سیدھے اور برابر ہو کر کھڑے ہو، یعنی قدموں اور کندھوں کو ایک دوسرے کے مقابل رکھو، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ بولنا سنت ہے: استووا... سیدھے ہو کر اعتدال کی حالت میں کھڑے ہو، صف کے بیچ میں جگہ خالی نہ رہے کندھوں اور قدموں کو برابر برابر رکھو۔

شیخ بن باز بھی یہی کہہ رہے ہے کہ کندھوں سے کندھوں کو اور قدموں سے قدموں کو ملانے سے مراد کندھوں کو کندھوں کے مقابل کرنا اور ٹخنوں کو ٹخنوں کے مقابل کر کے قدموں کو برابر رکھنا ہے۔ اس لیے غیر مقلدوں کو اپنے شیخ کی بات ماننا چاہئے اور نماز میں کھڑے ہوتے وقت دوسرے نمازی کے پیروں سے اپنے پیروں کو ملانے کے لئے پیروں کو خوب پھیلانے سے پرہیز کرنا چاہیے کہ یہ حالت سنت کے خلاف ہے۔